سے مصروف گفتگو تھے۔ جہاد بالسیف کی فضیلت اور مسائل افغانستان گفتگو کا موضوع تھا۔ کہ اچانک دو اور مہمان حاضر ہوئے۔ ایک نے دوسرے کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا۔

حضرت! یہ میرا ساتھی ہے ان کا اسم گرامی حمداللہ ہے۔ یہ درس نظامی کا منتہی طالب علم ہے کافی دنوں سے جہاد میں مصروف ہے۔ روسی دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہوا ہم سمجھے کہ شہید کر دیا ہو گا۔ مگر خدا کا فضل ہے کہ ان کے ہاتھوں سے زندہ بچ نکلا۔ تو ایران چلا گیا پھر وہاں سے اب پاکستان پہنچا۔ ان کی داڑھی جو چھوٹی نظر آتی ہے یہ انہوں نے خود نہیں منڈائی بلکہ روسی دشمن کے سپاہیوں نے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے داڑھی جو اسلام کا شعار ہے وہ انہوں نے مونڈ ڈالی۔

شیخ مدنیؒ، لسان شیخ الہندؒ تھے ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۴ء۔ ارشاد فرمایا

شیخ مدنیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ سے دورۂ حدیث پڑھا اس سال آپ کے ساتھ مفتی کفایت اللہ وغیرہ بھی شریک دورہ تھے۔ استاد کے پڑھانے کے بعد آپ طلبہ کی جماعت کو استاد کا پڑھایا ہوا سبق جب دوبارہ دہراتے تھے تو اپنے استاد کی کاپی اور ٹیپ ریکارڈ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو آپ کے ہم جماعت طلبہ اور ہمعصر علماء "لسان شیخ الہند" کہتے تھے۔

اسلامی ریاست کے ملازم مجاہد ہیں ۷ر اگست ۱۹۸۴ء

انٹلی جنس کا ایک افسر دفتر اہتمام میں حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کیا، حضرت آپ سے ملاقات کی غرض، سلام و مصافحہ اور دعا کی درخواست کرنا ہے۔

ارشاد فرمایا۔ انگریز کے دورِ حکومت میں جب ہم کسی مسلمان سرکاری افسر کو دیکھتے تو ہم اسے بُری نظر سے دیکھتے کہ دیکھو! انگریز گورنمنٹ کی ملازمت کر رہا ہے۔ اب جب پاکستان بن گیا اور ایک اسلامی ریاست وجود میں آئی تو اب جو لوگ بھی حکومت کی ملازمت کرتے ہیں ہمیں دل و جان سے پیارے لگتے ہیں اور ان کے دیکھنے سے مسرت ہوتی ہے اب ہم اسلامی ریاست کے ملازمین کو مجاہد تصور کرتے ہیں کیونکہ ملازمت کی شکل میں وہ ملک کی بقا و تحفظ اور استحکام کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اللہ کے لئے کام کرنا ارشاد فرمایا۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے موقع پر خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اپنے رفقاء کے ساتھ شریک خدمت تھے۔ بھاری بھاری پتھر خود اپنے ہاتھوں سے اٹھاتے، کاندھے پر رکھتے اور مقام ضرورت پر پہنچاتے تھے۔ حضرت عباسؓ فرماتے، بھتیجے! بھاری پتھر نہ اٹھاؤ، نقصان پاؤ گے۔ گرو گے تو زخمی ہو جاؤ گے۔ آپؐ ارشاد فرماتے ہیں اللہ کے لئے کام کر رہا ہوں کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہیں۔ اللہ کے لئے کام جس قدر بھی زیادہ ہو گا، خدا تعالیٰ

اسی قدر زیادہ خوش ہوگا، زیادہ اعانت فرماویں گے۔

علامہ انور شاہ، علامہ کوثری کی نگاہ میں

علامہ کوثری کا تذکرہ چھڑا، تو ارشاد فرمایا۔

مرحوم کوثری بہت بڑے محدث اور نادرۂ روزگار شخصیت تھے، دارالعلوم دیوبند بھی تشریف لائے تھے۔ جب واپس ہوئے تو فرمایا تھا۔ دیوبند میں حضرت انور شاہ کی صحبت سے بہت متاثر ہوا ہوں اگر علامہ انور شاہ کی ملاقات نہ ہوتی تو سمجھتا کہ ہندوستان دیکھا ہی نہیں۔

مولانا حسین احمد مدنی کے بعض سبق آموز واقعات

۱۰ر دسمبر ۱۹۸۴ء حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی مجلس میں حاضر ہوا تو ارشاد فرما رہے تھے کہ:۔

حضرت شیخ مدنیؒ پر طلبہ، جان تک قربان کرتے تھے۔ آپ کی شخصیت میں غضب کی محبوبیت تھی طلبہ میں اور عامۃ الناس میں آپ کی جلالت وعظمت بھی عجیب تھی اور شفقت ومحبت بھی عجیب تھی۔

حضرت شیخ مدنیؒ کی رات سفر میں جلسوں اور ریل میں گذرتی دن دارالحدیث میں حدیث رسولؐ پڑھاتے گذرتا تھا، جب جلسہ ہوتا تو طلبہ نعرے لگاتے۔ ایک نعرہ یہ بھی لگایا جاتا کہ امیر الہند زندہ باد، مہاجر مدنی زندہ باد، رئیس المہاجرین زندہ باد۔ طلبہ کے ان نعروں سے وقت کے حکمرانوں اور گورنمنٹ انگریز کو تکلیف پہنچتی تھی اور طلبہ اسے خوب جوش سے بلند کرتے لیغیظ بہم الکفار۔

ایک مرتبہ آپ دارالعلوم کی مسجد میں خطاب فرما رہے تھے۔

ارشاد فرمایا۔ کہ تم مجھے مہاجر مدنی، کے لقب سے یاد کرتے ہو، اور نعرے بھی لگاتے ہو۔ مگر یاد رہے کہ مہاجر کو اپنے اصل وطن آکر زیادہ سے زیادہ تین روز کے قیام کی اجازت ہے بلا ضرورت تین روز سے زائد نہیں ٹھہر سکتا ورنہ مہاجرت باقی نہیں رہتی۔ جب کہ میں عرصہ ہوا مدینہ منورہ سے ہندوستان آگیا ہوں مہاجرت باقی نہیں رہی۔

فرمایا، ہمارے والد صاحب نے ہندوستان سے ہجرت کی تھی، میں اس وقت بچہ تھا اہل نیت سے نہ تھا والد کی تبع میں گیا تھا اصل مہاجر ہمارے والد صاحب ہیں۔ والد صاحب نے مرض وفات میں ہم بیٹوں کو بلا کر وصیت فرمائی کہ دیکھو میرا تمہارے اوپر حق ہے اور میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھنا جب تک ہندوستان میں انگریز موجود ہے۔ والد صاحب نے جہاد کی تعلیم دی وہی لے کر ہندوستان آئے۔ اب وہی نصب العین ہے اور اب اس کے لئے ہندوستان میں کام کر رہے ہیں۔

باقی رہا میرے لئے آپ کا نعرہ امیر الہند، تو دیکھو امیر وہ ہوتا ہے جو سونا چاندی، دولت وسرمایہ کا مالک ہو میرے پاس کونسی دولت ہے کہ آپ مجھے امیر الہند کہتے ہیں۔

شیخ مدنیؒ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ کے پاس جو تحائف اور ہدایا آتے تھے آپ کا ایک خادم تھا قاری صاحب

اس نے اپنی ساری زندگی حضرت مدنیؒ کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ وہ ہدایا اور تحائف اس کے حوالے کر دیتے وہ سب کاروبار چلاتا تھا۔ شیخ مدنی نے قصد کیا تھا کہ جب تک ہندوستان میں انگریز کی حکومت رہے گی گھر کے لئے زمین نہیں خریدوں گا۔ فرمایا کرتے جب میں ہندوستان میں ایک انچ زمین کا بھی مالک نہیں تو آپ مجھے کیسے امیر الہند کہتے ہیں۔

کوچۂ محبوب سے نسبتوں کی قدریں یہ گفتگو جاری تھی کہ دارالعلوم کے ایک قدیم فاضل مولانا نصراللہ صاحب نزک نانی ایک سفید ریش بزرگ کے ہمراہ حاضر مجلس ہوئے۔ مہمان کا تعارف کرایا کہ حضرت یہ مہمان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر مدینہ منورہ سے آیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اس کے ہاتھوں کو بوسہ دینا چاہا۔ مگر انہوں نے ہاتھ کھینچ لئے تو شیخ الحدیث نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا یہ کس قدر مبارک چہرہ ہے کس قدر مبارک آنکھیں ہیں، کس قدر مبارک پیشانی ہے کہ وہاں کی مبارک زمین پر خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتی رہیں اور اس پر مدینہ منورہ کے انوار و برکات اور تجلیات برستے رہے۔

ارشاد فرمایا، حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس جب مدینہ منورہ سے رومال اور دیگر تحائف پیش کئے جاتے تو آپ ان کو سر آنکھوں پر رکھ کر بوسہ دیتے، اور احترام میں نچھاور ہوتے۔ کسی نے پوچھا یہ کیوں؟ یہ سامان تو فرانس اور جاپان میں تیار ہو کر مدینہ میں بکنے آیا ہے۔

حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے کہ سامان فرانس میں بنا ہے مگر مدینہ منورہ کی ہوا تو اسے لگی ہے۔

کوچۂ لیلیٰ کے کتوں سے مجنوں کو محبت تھی وہاں سے آتے ہوئے کتوں کو پکڑتے اور بوسہ دیتے۔ کسی نے کہا مجنوں یہ کیا کرتے ہو کہنے لگے۔ میں جانتا ہوں کتا نجس ہے لیکن اسے کوچۂ لیلیٰ کی ہوا لگی ہے ایک گونہ لیلیٰ سے اسے نسبت ہو گئی ہے میرا بوسہ اس نسبت کی وجہ سے ہے۔

زبان کھلنے کا وظیفہ ۹ جنوری ۱۹۸۵ء۔ ارشاد فرمایا۔

ایک چھوٹے بچے محمد قاسم کا کیا حال ہے۔ عرض کیا حضرت! دو سال سے زائد ہونے کو ہے اور خوب سمجھ دار ہو گیا ہے لیکن ابھی تک بات نہیں کر سکتا۔ زبان نہیں کھلی۔ جب کہ اس کے ہم عمر بچے کھل کر باتیں کرتے ہیں۔

فرمایا، زبان کھولنا اور بند کرنا، یہ سب اللہ کی قدرت میں ہے۔

شیرینی پر ۴۱ مرتبہ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی پڑھیں اور شیرینی پر دم کر کے بچے کی زبان کے نیچے رکھ دیا کریں۔ ۴۱ روز تک عمل کریں۔ اللہ پاک اپنے کلام پاک کی برکت سے زبان کھول دے گا۔

زبان پر جاری ہونے والا سب سے پہلا اور آخری کلمہ اسی مجلس میں یہ بھی ارشاد فرمایا۔

تم خود ماشاء اللہ سمجھدار ہو۔ بچے کی والدہ سے بھی کہہ دو کہ بچے کو اللہ اللہ سکھائیں سب سے پہلا کلمہ جو اس کی زبان سے صحیح ادا ہو وہ اللہ ہی کا نام ہو۔

جب زبان پر جاری ہونے والا پہلا کلمہ اللہ کا نام ہو اور مرتے وقت زندگی کا سب سے آخری کلمہ بھی اللہ کا نام لینے کی سعادت میسر ہو جائے تو پھر وسط میں اگر ہزار سال عمر ہو تو اللہ پاک اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ کیونکہ معصیت اور گناہ کے ہزار سال محصور بین الحاصرین ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں بھی آیا ہے من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ اس لئے احادیث میں خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنے کی بہت تاکید آئی ہے۔

مرض الموت میں ذکرِ الٰہی کی تلقین

ارشاد فرمایا۔ مگر یاد رہے کہ مرض الموت کی حالت میں اولاً کلمۂ شہادت کی تلقین کی جاتی رہے اگر اس کی ادائیگی شاق ہو تو کلمہ توحید اور اگر یہ بھی شاق ہو جائے تو الا اللہ اور اگر اس کی ادائیگی بھی شاق ہو تو مریض کے سامنے صرف اللہ کا نام لیا جاتا رہے۔ مریض کو سختی سے کلمہ کی تلقین نہ کی جائے۔ اور نہ اسے زبانی یہ کہا جائے کہ اللہ کا نام لو۔ بلکہ اس کے سامنے نرم لہجہ میں محبت کے ساتھ اللہ کا نام لیا جاتا رہے۔

غالباً حضرت مالک بن دینارؒ مرض الموت میں تھے کہ بعض شاگردوں نے ان کے سامنے اونچی آواز سے کلمہ پڑھنا شروع کیا تو حضرت مالک بن دینارؒ نے ایک بار کلمہ پڑھ کر سکوت اختیار کر لیا۔ بعض حاضرین کلمے کے بار بار پڑھنے پر اصرار کرنے لگے کہ مسلسل کلمہ پڑھتے رہئے۔ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا کہ میں نے ایک بار اونچی آواز سے کلمہ پڑھ لیا ہے اس میں صادق ہوں دوبارہ تلقین کی ضرورت نہیں۔ دیکھئے! حضرت مالک بن دینارؒ نے رخصت ہوتے ہوتے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔ حاضرین کو گویا ایک گونہ تلقین عند مرض الموت کے سنت طریقہ کا سبق پڑھایا۔

مرض الموت کی حالت میں نکلنے والے غیر شرعی کلمات کا اعتبار نہیں

ارشاد فرمایا کہ فقہاء عظام نے لکھا ہے کہ نزع کی حالت میں اگر انسان سے ناشائستہ یا غیر شرعی کلمات انسان کے منہ سے نکلیں تو ان کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ بعض اوقات ناسمجھی اور کم فہمی اور نزع کی تکلیف اور کرب والم کی وجہ سے ناشائستہ کلمات بھی انسان کی زبان پر آجاتے ہیں اور بعض اوقات وہ ایک دوسرے عالم کے کلمات ہوتے ہیں جن پر عالم دنیا میں حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

ایک مرتبہ ایک اللہ والے مرض الموت میں تھے انہیں کلمہ کی تلقین کی گئی۔ اور پھر اس پر اصرار کیا جانے لگا مگر اس خدا کے نیک بندے نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ حاضرین و متعلقین اس کے انکار پر پریشان ہو گئے کہ اچانک خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ اللہ والے ہوش میں آگئے آنکھیں کھلیں تو حاضرین نے پوچھا۔ حضرت کیا ہو گیا تھا

آپ تو کلمہ پڑھنے سے بھی انکار کر رہے تھے۔

فرمایا، نہیں، مجھے تو کلمہ پڑھنے کی کسی نے تلقین ہی نہیں کی انکار کیسے؟ دراصل میرا انکار شیطانی کلمہ پڑھنے سے تھا، کہ شیطان نے مجھے کلمہ شرک کہلانے کی ترغیب دی۔ اور اصرار کیا تو میں نے شدت سے انکار کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہا نے حالتِ نزع کے کلمات اور واقعات کا کوئی اعتبار نہیں کیا۔

حالتِ نزع میں شیطان کا حملہ

ارشاد فرمایا۔ کہ عوام میں یہ بھی مشہور ہے کہ حالتِ نزع میں مبتلا شخص جب پانی طلب کرتا ہے تو حاضرین پانی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ مزید پانی مانگتا جائے گا اور پیتا جائے گا تو نقصان ہوگا۔ مگر یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔ دراصل وفات کے وقت موت کی حرارت زیادہ تیز ہو جاتی ہے جس سے شدت کی پیاس لگتی ہے اس وقت بھی شیطان حملہ آور ہوتا ہے۔ کہ ٹھنڈا پانی گلاس میں لے کر غیر مرئی عن الحاضرین کے طریقہ سے مرنے والے کو اس کے پینے کی ترغیب اور اصرار کرتا ہے تاکہ کسی نہ کسی طریقہ سے کفر کا کلمہ کہلوانے میں کامیابی ہو سکے۔ اس لئے متعلقین اور اقربا کو مرض الوفات میں مریض کو پانی پلانا چاہئے۔ یا اس کے منہ میں گھونٹ گھونٹ پانی ٹپکانا چاہئے۔ تاکہ اس کی طبعی پیاس بجھتی رہے اور شیطان کے چنگل سے محفوظ رہے۔

پشاور اور کوئٹہ میں دفاتر کے لئے جگہ کی ضرورت

نیوی میں بھرتی کے دفاتر قائم کرنے کے لئے پشاور اور کوئٹہ میں جگہیں درکار ہیں۔ جگہ کا کورڈ ایریا اور زیادہ سے زیادہ کرایہ ذیل کے جدول کے مطابق ہوگا۔ دو سال کا کرایہ ایڈوانس بھی دیا جا سکتا ہے۔

	کورڈ ایریا اسکوائر فٹ	زیادہ سے زیادہ کرایہ
ا۔	۱۴۰۰ — ۱۶۰۰	۲۰۰۰ روپے
ب۔	۱۸۰۰ — ۲۱۸۰	۲۹۰۰ روپے
ج۔	۲۳۰۰ — ۲۶۷۵	۳۳۳۰ روپے
د۔	۲۸۰۰ — ۲۹۷۵	۴۰۰۰ روپے
ی۔	۳۲۰۰ — ۳۴۰۰	۵۰۰۰ روپے

دلچسپی رکھنے والے حضرات جگہ کی تفصیلات زیادہ سے زیادہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۵ء تک اس پتہ پر ارسال کریں۔

ڈائریکٹر آف ریکروٹمنٹ، نیول ہیڈکوارٹرز
اسلام آباد (فون نمبر ۸۲۱۸۹)

PID/Islamabad.
ADGROUP

پی آئی اے کی امتیازی کارکردگی
فاصلوں میں کمی، افراد کی یکجہتی
چار براعظموں کے ۶۰ شہروں کو ملانے والی آپکی قومی ائیر لائن
پی آئی اے نہ صرف تجارت کو فروغ دینے اور سیر و سیاحت کی حوصلہ
افزائی کرنے میں کارفرما ہے بلکہ نقل و حمل کی اہم کڑی بنکر مختلف رواجوں،
تہذیبوں اور طرز حیات سے بھرپور اس وسیع کرۂ ارض پر پاکستان
کی قومی یکجہتی کو اجاگر کرتی ہے۔
فاصلوں کو کم کرکے، دوری کو نزدیکی میں بدل کر، پی آئی اے نے
شہر کو شہر سے اور ہموطن کو ہموطن سے قریب کر دیا ہے۔
بین الاقوامی اور اندرونِ ملک دائرۂ پرواز میں پی آئی اے مسلسل
اپنی خدمات کا معیار خوب سے خوب تر کرنے میں ہمہ وقت
ہمہ تن مصروف ہے۔
پی آئی اے PIA
پاکستان انٹرنیشنل
باکمال لوگ۔ لاجواب پرواز

پرویز منکرِ حدیث ہے یا منکرِ قرآن

تنقیدی جائزہ

مولانا مدرار اللہ مدرار ۔ مردان

قسط ۳

خدا کا امر قوانین کا پابند ہو گیا

(۲۴) عالم امر میں ہر فیصلہ ہر کام خدا کے اختیارِ مطلق اور ارادہ کامل کے تحت سر انجام پاتا ہے۔ وہاں کوئی لگا بندھا قانون نہیں جس کے مطابق ہر فیصلہ صادر ہو۔ لیکن عالم خلق میں خدا کا امر قاعدے اور قانون کی چار دیواری میں محدود ہو جاتا ہے۔

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ؕ (۳۳/۳۸) خدا کا امر پیمانوں کے قالب میں ڈھل گیا۔ وہ مقررہ اندازوں کا پابند ہو گیا۔ (کتاب التقدیر ص ۲۹)

خدا نے اپنے اوپر پابندیاں عائد کر لیں

(۲۵) خدا نے اپنے آپ پر پابندیاں عائد کر لیں۔ خدا کیلئے پابندی کے تصور سے احساس پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن جب اس نے خود ہی ایسا کیا اور کہا ہے تو ہمارے لئے ایسا تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں ہونا چاہیئے۔ اور باک کے کیا معنی؟ جب یہ ایک حقیقت ہے جس کا ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ قوانین خداوندی غیر متبدل ہیں تو اسے تسلیم کرنا ہی صداقت شعاری ہے۔ (کتاب التقدیر ص ۲۶)

خدا کی مرضی

(۲۶) ہم اٹھتے بیٹھتے کہتے رہتے ہیں کہ خدا کو منظور ہی یہی تھا اسکی مرضی ہی ایسی تھی، یہی اسکی مشیت تھی، وہ چاہتا یہ تھا اگر اسکی مرضی نہ ہوتی تو ایسا ہو کیسے سکتا تھا۔ لہٰذا یہاں جو کچھ ہوتا ہے، خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے آپ سوچیے کہ قرآن ایسا کہنے والوں کے متعلق کیا کہتا ہے۔؟ قرآن مجید کی آیات آپ کے سامنے ہیں ان کی روشنی میں آپ کسی نتیجے پر پہنچ جایئے ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ یہ کفار اور مشرکین ابلیس کے اتباع میں یہ کہتے ہیں کہ انسانی دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے خدا کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے۔ (کتاب التقدیر ص ۵۵)

خدا کی طرف سے

(۲۷) وہ (خدا) جسے چاہے امیر بنا دے جسے چاہے عزت عطا کرے، جسے ذلیل و خوار کرے۔ یہ ہر ایک کا نصیب اور قسمت ہے اسی کو انسان کی تقدیر کہتے ہیں جسے نہ کوئی اپنے لئے بنا سکتا ہے نہ مٹا سکتا ہے۔ انہوں نے یہ عقیدہ وضع کیا اور اسے اس تکرار و اصرار سے دہرانے

چلے گئے کہ عوام مستقلاً اس کے فریب میں آگئے ۔ (کتاب التقدیر ص ۱۳۹)

تبصرہ مذکورہ عبارتوں میں پرویز نے اللہ تعالیٰ کے اختیار مطلق، ارادۂ کامل، مشیّت اور مرضی سے صاف انکار کیا ہے بلکہ اس قسم کے تصوّر کو مشرکانہ اور فریب قرار دیا ہے وہ کہتا ہے کہ مخلوق کو عالم وجود میں لانے کے بعد اس پر باری تعالیٰ کا کوئی اختیار نہیں رہا اور نہ تکوینیات میں اللہ تعالیٰ کی مشیّت، مرضی اور ارادہ کوئی تصرّف کرسکتا ہے اور وہ قوانین فطرت و طبیعات کا پابند ہوگیا۔

یہ حکمائے یونان اور فلاسفہ جدیدہ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ عالم کے سلسلۂ انتظام میں دخل نہیں دے سکتا اور کارخانۂ عالم قوانینِ طبیعی کے مطابق چل رہا ہے اور اشیاء اسباب و علل سے پیدا ہوتی ہیں۔ آریہ سماج کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ خدا کی قدرت محدود ہے اور روح و مادہ اور عناصر سب قدیم اور خدا کی غیر مخلوق اور غیر مقدور ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا عقیدہ از روئے قرآن یہ ہے کہ خدا تعالیٰ قادرِ مطلق، مختارِ کل اور خالقِ عالم ہے اور اسکی ذات، اس کا ارادہ اور اس کا حکم اسباب، و علل اور قوانین طبیعی کے پابند نہیں۔ "اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ"۔ یقیناً خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور " یَفۡعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ"۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور حکم کرتا ہے جس کا ارادہ کرتا ہے۔ ان آیات کریمہ سے ثابت ہے کہ اس کی قدرت اس کی مشیّت، مرضی، ارادہ اور حکم لامحدود ہیں۔ بیشک اشیاء اسباب و علل سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان میں طبائع و خواص ہیں۔ لیکن یہ سب اسباب، و علل اور طبائع و خواص خود خلّاقِ عالم کے پیدا کردہ اور مقرر کردہ ہیں۔ اور وہ ان ہی پر عموماً کارفرما رہتا ہے۔ لیکن وہ اس درجہ ان کا مجبور اور پابند نہیں کہ وہ ان میں تغیّر نہ کرسکتا ہو اور کبھی اپنے خاص حکم و ارادہ سے بھی ان کو شکست نہ کرسکتا ہو۔ کیونکہ اس عقیدہ سے کفر و شرک پرورش پا رہا ہے۔ اور خدا کی قدرت اور عظمت میں فرق آتا ہے۔ اس لئے ہر موقع پر قرآن مجید نے اپنی تعلیم میں اس نکتہ کو ملحوظ رکھا ہے کہ اسباب و علل کے ساتھ خدا کی مشیّت اور ارادہ کو مدّ نظر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ انسانوں میں خدا کی معذوری، مجبوری اور عدمِ قدرت کا تصوّر نہ پیدا ہو اور نہ اس کی مشیّت و ارادہ پر خود اسکی مشیّت و ارادہ کے سوا خارجی پابندیاں عائد ہوں۔ اسباب، و علل اور طبائع و خواص کے ثبوت میں جس قدر آیتیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ان سب میں فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف کی ہے۔ مثلاً فرمایا :

وَ نَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِہٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الۡحَصِیۡدِ ۔ (سورۂ ق) "یعنی ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا۔ پھر اس سے ہم نے باغ اور اناج اُگائے جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے۔"

اس آیت میں پانی کو زمین سے پیداوار کا سبب بتایا لیکن اس فعل کی نسبت اپنی ہی طرف کی۔ تاکہ مشرک طبائع خالق سے بے نیاز ہو کر پانی ہی کو مؤثر حقیقی نہ جانیں۔ اس قسم کی آیتوں کا صاف مطلب یہ ہے،

کہ ان مسببات کے اسباب، وعلل اور اشیاء کے طبائع وخواص خود باری تعالیٰ نے اپنی مشیّت وارادہ اور اپنے حکم وامر سے بنائے ہیں اور ہر جگہ اسکی توضیح کر دی ہے تاکہ ظاہر بین یا عقلیت پرست انسان ان ظاہری علل واسباب اور طبائع وخواص کو دیکھ کر اشیاء کی علتِ حقیقی (خدا تعالیٰ) کا انکار کر کے مبتلائے الحاد یا اسباب وخواص کو مستقلاً شریکِ تاثیر مان کر گرفتارِ شرک نہ ہو جائے۔

پرویز نے اپنی عبارت میں یہ آیت پیش کی ہے: وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ۝ (احزاب: ۳۸)

اور اس کا ترجمہ اس نے یہ کیا ہے: "خدا کا امر پیمانوں کے قالب میں ڈھل گیا وہ مقررہ اندازوں کا پابند ہو گیا۔"

درحقیقت پرویز نے اس آیت کے معنوں میں بہت بڑی تحریف کا ارتکاب کیا ہے جبکہ اس آیت کا اصلی ترجمہ یہ ہے: "اور اللہ کے کام اندازے پر مقرر کئے ہوتے ہیں۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مخلوق اور ہر کام کے لئے مقادیر اور اندازے مقرر کئے ہیں چنانچہ فرمایا: إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۝ یعنی "ہم نے ہر چیز کو ایک خاص اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے" اور یہ اندازہ اور تقدیر مقرر کرنے میں خدا تعالیٰ مختارِ مطلق ہے وہ اس سلسلے میں نہ کسی خارجی پابندی کو قبول کرتا ہے اور نہ اپنے آپ پر خود کوئی پابندی عائد کرتا ہے۔ حکماء، فلاسفہ اور مشرک قوموں نے اللہ تعالیٰ کی صفات اور الوہیت کا جو تصور قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ ان تصوراتِ باطلہ اور نظریاتِ فاسدہ سے پاک ومنزہ اور بدرجہا بلند وبرتر ہے۔ تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ۝

سورہ احزاب میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے امر کے متعلق فرمایا: وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ "یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کر ہی رہنے والا ہے۔" مطلب یہ کہ امر الٰہی کے سرانجام پانے پر کوئی روک ٹوک وارد نہیں ہو سکتی۔ اور وہ بہرحال سرانجام کو پہنچنے والا ہی ہے۔ آیت میں یہ نکتہ مدِ نظر رہے۔ کہ امرِ الٰہی کے وقوع کے لیے فعل مضارع کا صیغہ نہیں لایا گیا۔ مثلاً یہ نہیں فرمایا: وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ يُقْضَى یعنی خدا کا حکم پورا ہو گا۔ بلکہ امر اللہ کے بعد صیغۂ اسم مفعول لایا گیا۔ اور یہ تاکید کے لئے ہے کہ خدا کا حکم تو بس پورا ہو کر ہی رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پرویز کے تصوراتِ باطلہ کے برعکس قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس حقیقت کو صاف اور مبرہن کیا ہے کہ امرِ الٰہی کائنات میں جاری وساری ہے اور ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔ اور امرِ الٰہی کی زد سے کائنات کا کوئی گوشہ اور کوئی ذرہ باہر نہیں ہے۔ اس کا امر کائنات پہ غالب اور زور آور ہے اور ہمہ کائنات امرِ الٰہی کے سامنے مغلوب اور بے بس ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (یوسف: ۲۱) ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ اپنے ہر کام پر غالب ہے لیکن اکثر انسان اتنا بھی نہیں جانتے۔"

دنیا کی مشرک قومیں اور فلاسفہ اللہ کی اس صفت یعنی امرِ الٰہی کے غلبہ اور قدرتِ کاملہ سے متعلق طرح طرح کے غلط تصورات اور لغو عقائد میں مبتلا ہیں اور پرویز انہی لوگوں کا خوشہ چین اور پیرو کار ہے جو امور عقلِ انسانی کو مستبعد معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سامان بھی خفی اور لطیف طریقوں سے کر دیتا ہے۔ یہ حقیقت کہ امرِ الٰہی زمین و آسمان اور ساری تکوینیات میں جاری و ساری ہے ذیل کی آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔:

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ط (السجدہ ۵) ترجمہ: "آسمان سے زمین تک، وہی امر کی تدبیر کرتا ہے۔ پھر یہ امر اس کے پاس پہنچ جائے گا، ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کی ہوگی"

یعنی چھوٹی بڑی ہر چیز کی تربیت، تدبیر اور انتظام سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ نہیں کہ اس نے ایک دفعہ ایک بار پیدا کر کے کارخانۂ کائنات کو یوں ہی معلق چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ اس میں ہر آن اس کا دخل و تصرف بھی جاری رہتا ہے۔ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے مراد کارسازی، انتظام و نفاذِ احکام ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ینزل القضاء والقدر (تفسیر قرطبی) یعنی آسمان سے زمین میں اللہ کا حکم اور مقادیر نازل ہوتے رہتے ہیں۔

اس مضمون کی دوسری آیت بھی ملاحظہ ہو۔ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ط يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ ط لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ط (طلاق ۱۲) ترجمہ: "اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور انہیں کی طرح زمین بھی۔ ان (سب) میں اللہ کے احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اور یہ کہ اللہ ہر شے کو (اپنے) علم سے احاطہ کئے ہوئے ہے"

یعنی حق تعالیٰ کی صفات قدرت و علم ہر طرح کامل، جامع و ہمہ گیر ہیں۔ "يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ" یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ان ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے بیچ میں نازل ہوتا رہتا ہے۔ حکم الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تشریعی، دوسری تکوینی یعنی تقدیر الٰہی کی تنفیذ سے متعلق احکام جس میں کائنات کی تخلیق اور اس کی تدریجی ترقی اور اس میں کمی بیشی، موت و حیات اور قوموں کے عروج و زوال اور حوادث و تغیراتِ زمانہ داخل ہیں۔ یہ احکام تمام مخلوقاتِ الٰہی پر حاوی اور محیط ہیں۔ آیت کے آخری ٹکڑے میں ارشاد فرمایا:

لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ط۔ یعنی علم تمہیں اس لئے دیدیا گیا ہے۔ تاکہ تم کو حق تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور علمِ محیط پوری طرح معلوم ہو جائے۔

امام راغب اصفہانی نے اپنی مفردات فی غریب القرآن میں پرویز کی پیش کردہ آیت : وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ط کے بارے میں ذیل کی تشریح کی ہے :

وقولہ وکان امر اللہ قدرا مقدورا فقدر اشارۃ الی ما سبق بہ القضاء والکتابۃ فی اللوح المحفوظ والمشار الیہ بقولہ علیہ السلام فرغ ربکم من الخلق والاجل والرزق والمقدور اشارۃ الی ما یحدث عنہ حالا فحالا مما قدر وھو المشار الیہ بقولہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ط وعلی ذالک قولہ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ط ۔ (مفردات ص۴۰۴)

یعنی آیت میں لفظ قدر سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح محفوظ میں اپنے احکام قضاء و قدر لکھے تھے اور یہ نبی علیہ السلام کے اس قول سے ثابت ہے کہ " تمہارا رب پیدائش اجل اور رزق سے فارغ ہوا ۔ اور مقدور سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے جو احکام وقتاً فوقتاً نازل فرماتا رہتا ہے وہ تقدیر الٰہی میں مقرر ہو چکے ہیں ۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کر رہا ہے کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ط ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے ۔ اور اس پر اللہ کا یہ قول بھی دال ہے کہ : " ہم نازل نہیں کرتے مگر معلوم اندازے کے مطابق " ۔

اس ضمن میں دو تین آیتیں اور بھی ملاحظہ ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امر الٰہی کائنات میں شب و روز جاری ہے اور تکوینیات کا کوئی چھوٹا بڑا واقعہ امر الٰہی کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہوتا ۔

۱ ۔ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ط ۔ (یونس ۲۴)

ترجمہ : جب زمین نے رونق پکڑی اور مزین ہو گئی اور زمین والوں نے خیال کیا یہ ہمارے ہاتھ لگے گی ۔ ناگاہ اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پہنچا پھر اس کو کاٹ کر ڈھیر کر ڈالا ۔ گویا کل یہاں آبادی نہ تھی " ۔

۲ ۔ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ [illegible]

ترجمہ : پھر جب ہمارا حکم پہنچا ہم نے وہ بستی اوپر نیچے کر ڈالی اور ہم نے ان پر کنکر کے پتھر برسائے " ۔

اس آیت میں قوم لوطؑ کی ہلاکت کا ذکر ہے کہ ان کی بستیاں خود بخود تباہ و برباد نہیں ہو گئیں بلکہ امر الٰہی پہنچنے کے بعد ہی ان کی بستیوں کو تہ و بالا کر کے تباہ کر دیا گیا ۔ اسی طرح قوم نوحؑ پر طوفان کا عذاب اسوقت آیا جب امر الٰہی آ پہنچا ۔ " فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۔ "

غرض قرآن مجید کی بیشمار آیات باہرہ سے یہ حقیقت ثابت ہے کہ کائنات میں شب و روز اور ہر آن امر الٰہی جاری و ساری رہتا ہے ۔ لیکن پرویز ان آیات کو مسترد کرتا ہے اور ان کے انکار پر

مصر ہے، اور کہتا ہے کہ اللہ کا امر اور قدرت قوانین طبیعی کی پابند ہے۔ اور ان کے سامنے بے بس ہے۔ العیاذ باللہ۔

قدرت اللہ کی صفت ذاتی ہے | یہاں یہ بھی واضح رہے کہ قدرت اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں سے ہے۔ "شرح فقہ اکبر" میں ہے کہ صفات باری تعالیٰ دو قسم کی ہیں۔ ایک ذاتی دوسری فعلی۔

اما الذاتیۃ فالحیٰوۃ والقدرۃ والعلم والکلام والسمع والبصر والارادۃ۔"

یعنی صفات ذاتی سات ہیں اور وہ حیات، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر اور ارادہ ہے۔

صفات ذاتیہ، صفات حقیقی اور کمالی ہیں۔ اس ذات مقدس سے ان کا انفکاک ہر زمانے میں محال ہے۔ اس لئے کہ ایسی صفات اس ذات پاک کے کمالات میں سے ہیں۔ پس ان سے اس ذات مقدس کا خالی ہونا موجب نقصان و احتیاج ہے۔ اور نقصان و احتیاج ممکن کے لوازمات میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ اور لوازمات ممکن سے بری ہے۔ اس لئے پرویز کا یہ کہنا قطعی ضلالت و شرک ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا امر پیمانوں کا پابند ہوگیا۔ اور اسکی قدرت تکوینیات میں دخل نہ دینے کی پابند ہے۔

پرویز کو عربی علوم میں دسترس نہ ہونے کی وجہ سے لفظ قدرت کے معنوں میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ قدرت کے معنی پیمانوں اور قوانین سے کرتا ہے۔ چنانچہ وہ آیت کریمہ: اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ کے معنی یہ کرتا ہے کہ "خدا نے ہر شے کے لئے پیمانے اور قوانین مقرر کر رکھے ہیں۔" (معراج انسانیت ص۲۳۷)

جبکہ آیت کا اصلی ترجمہ یہ ہے کہ "یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس آیت کا پرویزی معنی نہ آیت کا مدلول ہے اور نہ لغت عرب کے موافق ہے۔ آیت میں یہ بدترین کجروی اور الحاد ہے جس کا پرویز مجرم ہے۔ لفظ قدیر صفت مشبہ ہے اور مبالغہ کے لئے ہے۔ اس لئے لفظ قادر کے مقابلے میں "قدیر" میں زیادہ قدرت پائی جاتی ہے۔ قدیر کا مصدر قدرت ہے اور قدرت کے معنی قوت و توانائی کے ہیں۔ اس لئے قدیر کے معنی قوانین اور پیمانوں کے قطعاً نہیں ہو سکتے۔ یہ قرآن مجید اور لغت عرب کے ساتھ بدترین اور شرمناک مذاق ہے۔

اور قادر اسم فاعل ہے اس کا مصدر کبھی قدر آتا ہے اور کبھی قدرت۔ لیکن پرویز نے قرآن میں ہر جگہ قدیر کی طرح قادر کے معنی بھی پیمانوں اور قوانین کے لئے ہیں، جو طفلانہ اور مضحکہ خیز ہے۔ ہم سورۃ یٰس سے ایک آیت پیش کرتے ہیں جس میں لفظ قادر استعمال ہوا ہے۔

"اَوَلَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَہُمۡ بَلٰی وَہُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۸۱﴾۔" ترجمہ: کیا جس نے آسمان و زمین بنائے اس پر قادر نہیں کہ ان کی مثل بنائے، کیوں نہیں اور وہی

اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

اس آیت میں قادر کے معنی کسی عقلمند کے نزدیک پیمانوں اور قوانین کے نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صاف الفاظ میں اعلان کیا ہے۔ کہ جس ذاتِ پاک نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان بنائے ہیں۔ وہ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ کہ زمین و آسمان کیطرح دوسرے ارض و سمٰوات پیدا کرے۔ اور فرمایا کہ وہ خلّاق اور علیم ہے۔ خلّاق صیغہ مبالغہ ہے اور علیم بھی صفت مشبّہ ہے اور اس میں مبالغہ کا پہلو موجود ہے۔ مطلب یہ کہ خدا تعالیٰ صرف خالق نہیں بلکہ وہ بہت بڑا خالق اور بہت بڑا علم والا ہے۔ اور اس کے لئے ایک جدید مخلوق یا زمین و آسمان کی مثل پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ پرویز نے قرآنی آیتوں میں تحریف و تبدیل کر کے مغالطہ انگیزی اور سوفسطائیت کی حد کر دی ہے۔ مسیلمۃ الکذّاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اس سرمستی میں اس نے کئی احمقانہ دعوے کئے تھے جو تاریخ میں حماقاتِ مسیلمۃ الکذّاب کے نام سے مشہور ہیں۔ لیکن پرویز کی حماقتیں اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ قرآن مجید کی آیتوں میں اس نے جو احمقانہ اور مسخر انگیز معنوی تحریفات کی ہیں۔ ان کی مثال نہیں ملتی۔ اور عقل دخرد خود اس پر حیرت کناں ہے۔

ع عقل انگشت بدنداں کہ اسے کیا کہئے۔ (جاری ہے)

بقیہ قرآنی تشریحات از صفحہ

کہ اس مرحلے پر جسم کے چند ہی اعضا کی شناخت ہو سکتی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ صرف دل اور آنکھوں کے عدسے کی پہچان ممکن ہوتی ہے۔

ڈاکٹر مور نے کہا کہ آیات قرآنی کہتی ہیں کہ تیزی سے نکلنے والے مادہ منویہ کے ایک انتہائی مختصر حصے میں بارآور کرنے کی صلاحیت رکھنے والا عنصر پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر مور نے اپنے مقالہ میں بتایا کہ جس حقیقت کی نشان دہی سپلین زینی نے اٹھارھویں صدی عیسوی میں کی جب اس نے تجرباتی طریقے سے ثابت کیا کہ جب تک نر اور مادہ کے جنسی تولیدی عناصر کی باہم آمیزش نہ ہو حیاتیاتی نمو نہیں ہو سکتی۔ قرآن نے اس سے گیارہ صدیاں پہلے "مخلوط قطرے" کی نشان دہی کر دی۔ اور بتایا کہ مرد اور عورت کے نطفوں کی باہمی ملاپ سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔

ایک آیت مادہ تولید کی نقطے کی طرح نہیں (جسے عربی میں نطفہ کہا جاتا ہے) مقدار سے بحث کرتی کہ کس طرح اس حقیر بوند میں ایک وسیع تر تخلیقی منصوبہ پنہاں اور جامع نقشہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ یہ بوند مستقبل کے سارے کرداروں اور خصوصیات کو اپنے وجود میں سمونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

پیغمبر اسلام کے جمع کردہ جن فرامین کا ڈاکٹر مور نے مشاہدہ کیا ان میں سے ایک میں کہا گیا ہے کہ حمل ٹھہرنے سے ۴۲ روز بعد خدا ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو نطفے کی طرح تنے کو انسانی اعضا اور شکل دیتا ہے آنکھ اور کان۔

پاکستان کا اوّلین
Fantasy
فینٹسی
MARBLE TEXTURED
مرمریں رُوپ والا
ٹائیلٹ صابن
دورِ جدید کی طرزِ زندگی سے ہم آہنگ مرمریں رُوپ والا فینٹسی
اپنی نئی وضع، نرم ملائم اور ریشمیں جھاگ، سدا بہار تازگی اور
شگفتہ خوشبو کے ساتھ پاکستان میں اپنی نوعیت کا پہلا ٹائیلٹ صابن ہے۔
فینٹسی۔ ایک مسرت آگیں کیفیت۔ ایک پُرکیف ترنگ
ایک حسین تاثر جو دیر تک قائم رہتا ہے۔
Fantasy
فینٹسی ٹائیلٹ صابن
نئی مہک اور قدرتی تازگی کی دنیا!

مادرِ رحم میں جنین اور قرآنی تشریحات

سائنسدان کا تحیر

یہ دو برس پہلے کی بات ہے ٹورنٹو یونیورسٹی کے ایک ماہر جنسیات ایک غیر معمولی سائنسی مشن پہ سعودی عرب گئے۔ ان سے قرآن کی چند آیات کی تشریح میں مدد چاہی گئی تھی۔

یہ ڈاکٹر کیتھ مور تھے اور اولین ٹسٹ ٹیوب بچے کی پیدائش کے محقق ڈاکٹر ایڈورڈ نے بھی ان کی توضیحات کی تصدیق کر دی تھی۔ ان دونوں سائنسدانوں نے مسلم علماء کو آیات قرآنی کے بارے میں اپنی دریافت سے دنگ کر دیا تھا۔ وہی قرآن جسے مسلمان تیرہ سو برس سے حفظ کرتے چلے آ رہے ہیں۔

جو انہوں نے دریافت کیا وہ یہ تھا کہ قرآن میں انسانی جنین کا جو نظریہ بیان کیا گیا ہے وہ اب ایک ناقابلِ تردید صداقت بن کر سامنے آیا ہے۔ اور یہ کہ مغربی محققین پہ اس حقیقت کا انکشاف ۱۹۴۰ء میں ہوا۔ اس ضمن میں زیادہ تر معلومات تو محض گذشتہ پندرہ برس میں سامنے آئی ہیں۔

ڈاکٹر کیتھ مور ٹورنٹو یونیورسٹی کے شعبہ تشریح الاعضاء کے چیئرمین ہیں۔ تخلیق انسانی سے بحث کرنے والی آیات قرآنی پر اپنا خصوصی مقالہ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

" مجھے اس بات نے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا جب مجھے یہ پتہ چلا کہ قرآن نے ساتویں صدی عیسوی میں جو حقائق پیش کیے وہ کس قدر درست اور سائنسی صداقتوں کے حامل ہیں۔"

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن ساتویں صدی عیسوی میں خدا کی طرف سے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آج اسلام ہی دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے، یاد رہے کہ ڈاکٹر مور یونائیٹڈ چرچ کے ممبر اور ایک بڑے پادری کے بیٹے ہیں۔ وہ اپنے عقیدے پہ مطمئن ہیں اور ایک ملاقات میں بتا چکے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کا ان کا کوئی ارادہ نہیں۔ ڈاکٹر مور کہتے ہیں کہ میں نے بائبل کے عہد نامہ قدیم اور جدید کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ لیکن قرآنی آیات سے ان کی کوئی مماثلت نظر نہیں آتی۔ جنینات پر ان کی دو تصنیفات معیاری درسی کتب کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر مور کہتے ہیں کہ جنین کے ابتدائی ۲۸ روز میں نمو کے متعلق قرآنی آیات نے جو حقائق بیان کیے ہیں وہ اتنے صحیح ہیں کہ انسانی عقل کو تعجب میں ڈال دیتے ہیں۔ ڈاکٹر مور کو یقین ہے کہ :-